سوال

(128) بینک کا سود حلال ہے یا حرام

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نوکری کرتا ہوں اور میری تنخواہ بھی معقول ہے۔ اس تنخواہ کا ایک حصہ میں ہر مہینے بینک میں جمع کر دیتا ہوں اور اس پر سود (Interest) لیتا ہوں۔ کیا اس کا لینا میرے لیے جائز ہے؟ مرحوم شیخ شلوت نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ میں نے متعدد علماء سے اس بارے میں سوال کیا۔ بعض نے اسے جائز قرار دیا اور بعض نے حرام۔ واضح رہے کہ میں بینک میں لٹھے کیے ہوئے روپیوں کی زکوۃ بھی نکالتا ہوں۔ اگر اس سود کا لینا جائز نہیں ہے تو پھر میں ان پسوں کا کیا کروں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بینک میں جمع کیے ہوئے پیسے پر سود لینا حرام ہے۔ کیونکہ یہ سود ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ سود کی تعریف یہ رہے کہ اصل مال پر جو زائد رقم بغیر محنت یا تجارت لے لی جائے وہ سود ہے۔ اسی لیے اللہ کا فرمان ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٢٧٨ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَٰلِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ٢٧٩ ...
سورة البقرة

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو (278) اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا"

اس آیت کے مطابق سود سے توبہ کرنے کا مطلب ہے کہ انسان اپنا اصل مال لے لے اور اس سے جو زائد رقم ہے، اسے چھوڑ دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل مال سے جو زائد رقم ہے وہی سود ہے۔

جہاں تک میں جانتا ہوں شیخ شلوت نے بینک کے سود کو صرف مجبوری کی حالت میں جائز قرار دیا ہے۔ عام حالات میں بینک کا سود ان کے یہاں بھی جائز نہیں ہے۔

دین اسلام اس بات کو جائز نہیں تصور کرتا کہ انسان اپنا مال کسی جگہ جمع کرے اور بغیر کسی محنت یا تجارت کے اس پر ایک متعین فائدہ لیتا رہے۔ اگر وہ واقعی بینک میں اپنا مال بحیثیت شریک یا ساجھے دار کے جمع کر رہا ہے تو اسے نفع و نقصان دونوں میں شریک ہونا چاہیے۔ اور نفع کو متعین کرنے کی بجائے اتنا ہی نفع لے جتنا نفع بینک نے کمایا ہے۔ چاہے یہ نفع تھوڑا ہو یا زیادہ۔ لیکن عملاً ہوتا یہ ہے کہ بینک میں پیسہ جمع کرنے والا صرف نفع میں شریک ہوتا ہے نقصان میں نہیں۔ اور نفع کی بھی مقدار متعین ہوتی ہے۔ چنانچہ نفع کی ایک

قلیل مقدار اس کے حصے میں آتی ہے حالانکہ بینک کا منافع بسا اوقات 80 یا 90 فیصد سے بھی زائد ہوتا ہے لیکن بینک میں پیسے رکھنے والے صرف 5 یا 6 فیصد نفع لیتے ہیں۔

رہا سوال کہ اس حرام (Interest) کا کیا کیا جائے؟

بعض علماء کہتے ہیں کہ چونکہ یہ حرام ہے اس لیے اس کا لینا جائز نہیں ہے اور اگر لے لیا تو اس کا صدقہ کرنا صحیح نہیں ہے اس لیے اس سمندر میں پھینک دینا چاہیے۔ لیکن میری رائے میں سمندر میں پھینکنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس طرح مال کا ضیاع ہے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔

بہترین شکل یہ ہوگی کہ اس غریبوں اور مسکینوں پر تقسیم کردے یا کسی رفاہی کام میں خرچ کردے یا کسی ایسے کام میں خرچ کردے جس میں اسلام اور امت مسلمہ کا فائدہ ہو۔

یہ بات کافی نہیں ہے کہ آپ اس کی زکوۃ ادا کردیں۔ کیونکہ زکوۃ ادا کردینے سے حرام مال حلال نہیں ہوجاتا۔ صحیح یہ ہے کہ اس حرام مال کو استعمال نہ کیا جائے۔

Interest کی رقم کو بینک میں چھوڑ دینا بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ رقم بینک میں چھوڑ کر آپ اس بینک کے ہاتھ مضبوط کریں گے جو سودی کاروبار کررہا ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرسکتے ہیں کہ ہمارے جمع کیے ہوئے پیسے سے بینک تجارت کرتا ہے اور نفع کماتا ہے تو ہمیں بھی اس نفع میں سے کچھ ملنا چاہیے۔

میں کہتا ہوں کہ آپ اس نفع میں بخوشی شریک ہوسکتے ہیں باشرط یہ کہ پیسہ جمع کرتے وقت آپ بینک والوں کو یہ بتادیں کہ آپ بینک کی تجارت میں ساجھے دار کی حیثیت سے پیسہ جمع کررہے ہیں اور یہ کہ آپ نفع و نقصان دونوں میں برابر کے شریک رہیں گے۔ اگر بینک آپ کی اس شرط پر راضی ہوجائے تو بلاشبہ آپ اس نفع میں شریک ہوسکتے ہیں۔

لیکن عملاً یہ ہوتا ہے کہ لوگ بینک کے نفع میں تو شریک ہونا چاہتے ہیں۔ تاہم بینک کا خسارہ ہوجائے یا بینک دیوالیہ ہوجائے تو لوگ اس نقصان میں شریک نہیں ہوتے اور اپنا مال مع سود کے واپس لینے کی جدوجہد میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

اجتماعی معاملات، جلد: 1، صفحہ: 315

محدث فتویٰ